بیان کیا تو آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ جس قانون کے تحت یہ انتخابات ہو رہے ہیں یا ہوں گے یہ اسلام اور قرآن کا قانون نہیں ہے مگر یہاں سوال اس قانون کے تحت بننے والی اسمبلیوں کا نہیں بلکہ ان ۔ لوگوں کے گرد گھومتا ہے جو اس قانون کے تحت منتخب ہو کر آئیں گے اور میرا کہنا یہ ہے کہ اگر آپ نے ان لوگوں کو وہاں تک پہنچ جانے کا کھلا موقع دے دیا جس کی نہ سوچ اسلامی ہے نہ ان کو اسلام کے نظام حیات سے ہی کوئی دلچسپی ہے نہ وہ اسلام اور قرآن کے نفاذ کو اپنی زندگی کے لیل و نہار سے ہی مطابق پاتے ہیں اور نہ وہ قوانین اسلام کو اپنی زندگی کا معیار بناتا ہی پسند کرتے ہیں تو آپ ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کریں گے جس کی تلافی پھر آپ سے کبھی نہیں ہو سکے گی اور پھر آپ کو ملک کے اندر انہی کی پسند کو پسند کرنا ہو گا۔

لیکن اگر آپ نے اپنے علم کے ساتھ ساتھ اپنی عقل کا مشورہ بھی حاصل کیا اور حالات کا ہر وقت اندازہ کر لیا تو امید کی جا سکتی ہے کہ آپ اپنی اس منزل کو پا سکیں جس پر پہنچنے کے لیے آپ دن رات بے چین ہیں۔

آپ اگر لادین عناصر کے ہاتھ سے بازی چھین لینا چاہتے ہیں تو کچھ عرصہ کے لیے اپنے سینہ پر جمہوریت کے پتھر کو گوارا کر لیجئے کہ اس وقت آپ کے لیے بہترین مشورہ یہی ہے

مزید فرمایا آپ یقین کر لیجئے کہ میں نے خوب سوچ سمجھ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہے۔

مولانا بھٹوی صاحب نے بات کو روکتے ہوئے ایک بڑا ہی خوبصورت جملہ کہا کہ "علامہ صاحب! سوال آپ کے فیصلہ کا نہیں بلکہ سوال قرآن وسنت کے فیصلے کا ہے"۔

اور مولانا کے اس جملہ پر حاضرین کے ساتھ ساتھ خود علامہ مرحوم بھی بہت محظوظ ہوئے۔

علامہ مرحوم کی تقریر جاری تھی وہ فرما رہے تھے۔

مولانا! اگر آپ اپنی عقل کو بھی اپنے علم کے ساتھ رفاقت کی اجازت دے سکیں تو بات باآسانی آپ کی سمجھ میں آسکتی ہے مگر افسوس ہے کہ آپ نے سارا بوجھ اپنے علم پر ہی ڈال رکھا ہے عقل سے بالکل استفادہ نہیں کرتے

علامہ مرحوم کہنے کو تو یہ بات کہہ گئے مگر انہیں جلد ہی احساس ہو گیا کہ ان سے تجاوز ہوا ہے وہ میزبان ہیں اور مولانا مہمان ۔

پس علامہ مرحوم نے اپنی بات کا رخ بدل دیا اب ان کے لہجہ میں ملال کا عنصر بھی